In the name of Allah, the compassionate, the merciful

به نام خداوند بخشنده مهربان

سرشناسه :یوسفیان، حسن، ۱۳۶۱- Yusufiyan, Hasan
عنوان قراردادی :کلام جدید .اردو
عنوان و نام پدیدآور :کلام جدید/تالیف حسن یوسفیان ؛ مترجم سید لیاقت‌علی کاظمی‌الموسوی.
مشخصات نشر :قم : مرکز بین‌المللی ترجمه و نشر المصطفی صلی‌الله علیه و آله، ۱۴۰۱.
مشخصات ظاهری :۵۴۴ص.
شابک :۹۷۸-۶۲۲-۳۱۵-۲۰۲-۳
وضعیت فهرست نویسی :فیپا
یادداشت :زبان: اردو.
موضوع :کلام / * Islamic theology؛دین -- فلسفه / Religion -- Philosophy
شناسه افزوده :کاظمی الموسوی، سیدلیاقت‌علی، ۱۹۸۳- م.، مترجم
شناسه افزوده :جامعة المصطفی ﷺ العالمیة. مرکز بین‌المللی ترجمه و نشر المصطفی ﷺ
شناسه افزوده : Almustafa International Translation and Publication centerAlmustafa International University
رده بندی کنگره :BP۲۰۳
رده بندی دیویی :۲۹۷/۴
شماره کتابشناسی ملی :۹۰۹۶۵۷۴
مرجع تولید :پژوهشگاه بین‌المللی المصطفی ﷺ
این کتاب با کاغذ حمایتی منتشر شده است BP1525

کلام جدید

تالیف: حسن یوسفیان

ترجمه: سید لیاقت علی کاظمی الموسوی

کلام جدید

چاپ اول: ۱۴۰۱ / ۱۴۴۴ق

ناشر: مرکز بین‌المللی ترجمه و نشر المصطفی ﷺ

چاپ: چاپخانه دیجیتال المصطفی ﷺ / **شمارگان:** ۵۰۰ **قیمت:**

Distribution Centers

➢ Al-Mustafa Translation and Publication Center, 18th alley corner, Western Mu'allim St., Qom, Iran
Tel: +98 25 37836134
Fax: (Ex.105) 025 37839305

➢ Al-Mustafa Translation and Publication Center, Sālāriya Three Ways, Mohammad Amin Boulevard, Qom, Iran
Tel: +98 25 32133106

pub_almustafa **pub-almustafa.ir** **miup@pub.miu.ac.ir**

Thanks are due to those who assisted us in making this work available

Publication manager: Mustafa Noubakht

Production manager: Jafar Qasimi Abhari

Printing and publication supervisor: Ayyub Jamali

All rights reserved

مرکز بین المللی
ترجمه ونشر المصطفیٰ

کلام جدید

تالیف: حسن یوسفیان
مترجم: سید لیاقت علی کاظمی الموسوی

سخن ناشر

انقلاب اسلامی کی عظیم کامیابی اورارتباطات کے عالمی سطح پر وسعت پانے سے مسلمان دانشمندوں کو انسانی علوم کے شعبہ سے متعلق سوالات اور نئے چیلنجز کا سامنا کرنا پڑا ہے جو عصر حاضر میں حکومت سنبھالنے کی سنگین ذمہ داری کی بنا پر پیش آئے ہیں ۔ایسا دور کہ جس میں ملکوں کو ادارہ کرنے میں تمام پہلوؤں میں دین و سنت کی پابندی ایک بہت بڑا چیلنج ہے ۔اسی بنا پر دین کے شعبہ میں عالمی معیاروں اور خالص و عمیق افکار و نظریات کے روزآمد، منظّم ،عملی طور پر مفید اور جامع و عمیق مطالعہ اور تحقیق کی ضرورت ہے۔نیز دین کے شعبہ میں تحقیقات انجام دینے والے محققین کی تربیت اور انہیں فکری انحراف سے محفوظ رکھنا اس شجرہ طیبہ کے معماروں بالخصوص رہبر کبیر امام خمینی رضوان اللہ تعالی علیہ اور رہبر معظم انقلاب اسلامی دام ظلہ العالی کے نزدیک انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

مغربی تہذیب و ثقافت کا سوشل میڈیا اورارتباطات کے میدان میں عالمی سطح پر وسعت پانا اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ اس موضوع سے لگاؤ رکھنے والے افراد اور محققین کو چاہیئے کہ وہ بلندافکار اور اعلیٰ اقدار سے آشنائی پیدا کریں اور یہ اہم ذمہ داری مختلف تخصصی شعبوں کے ایجاد کرنے ، جدیدعلمی متون تولیدکرنے، علوم کے دائرہ کو وسیع کرنے اورطلاب کی منظّم تعلیم و تربیت کے ذریعہ پوری ہو سکتی ہے ۔یہ سلسلہ کبھی بنیادی مباحث کے انجام دینے اور تخصصی متون تدوین کرنے سے اور کبھی علمی مسائل کو زیر قلم لانے سے حاصل ہوتا ہے ۔

تعلیمی مراکزا یک منظّم ، قانونی اور جدید تعلیمی نظام کے سایہ میں ہی رشد کرسکتے ہیں ۔درسی نصاب اور تعلیم و تحقیق کے طریقہ کار پر نظر ثانی اور انہیں جدید ٹیکنالوجی سے لیس کرنا علمی و تحقیقاتی مراکز کی ترقی کا باعث بنتا ہے۔

جامعۃ المصطفیٰ ﷺ العالمیۃ کی ایک تعلیمی ادارہ ہونے کے ناطے اہم ذمہ داری غیرایرانی طلاب کی تعلیم و تربیت ہے جس کے لیے اپنی کوشش کا عنوان مناسب درسی نصاب تالیف کرنا قراردیا ہے اور دینی علوم میں مختلف موضوعات پر درسی نصاب کی تدوین اور اشاعت اسی سلسلے کی کڑی ہے۔

کتاب حاضر المصطفیٰ اوپن یونیورسٹی کے شعبہ قرآنیات کی زحمات کا ثمر ہے یہاں ہم اس شعبہ کے سربراہ جناب حجۃ الاسلام والمسلمین پروفیسر ڈاکٹر محمد علی رضائی اصفہانی اور انکے محترم ساتھیوں بالخصوص جناب حجۃ الاسلام والمسلمین ڈاکٹر غلام جابر محمدی کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

دعا ہے کہ یہ کتاب شائقین کے بھرپور استفادے کا باعث بنے۔

المصطفیٰ ﷺ بین

الاقوامی ادارہ برائے ترجمہ و نشر

فہرست

معروضات ___ ۱۳

عرض مترجم ___ ۱۷

پہلا باب: دین اور دین کا مطالعہ ___ ۲۱

دین کی تعریف ___ ۲۲

دین کی مختلف تعریفیں (وسعت و شمولیت کے اعتبار سے) ___ ۲۳

۱۔ الٰہی اور الحادی مکاتب فکر کو شامل دین کی تعریف ___ ۲۴

۲۔ ماورائے انسانی موجودات کے معتقد مکاتب فکر میں محدود دین کی تعریف ___ ۲۵

۳۔ خدا پر عقیدہ رکھنے والے مکاتب فکر کو شامل دین کی تعریف (توحیدی اور غیر توحیدی) _ ۲۶

۴۔ توحیدی مکاتب فکر میں محدود دین کی تعریف ___ ۲۷

خاندانی مشابہت کے نظریئے سے دین کی تعریف ___ ۲۹

دین اور انسان کے بنیادی سوالات ___ ۳۱

فلسفۂ دین اور کلام جدید ___ ۳۳

کلام (الٰہیات) فلسفی ___ ۳۶

دین کے سلسلہ میں تحقیقات (دین شناسی) ___ ۳۷

دوسرا باب: دین کا سرچشمہ ___ ۴۵

دین کی پیدائش کے سلسلے میں مختلف نظریات ___ ۴۶

۱۔ قدرتی حوادث کا خوف ___ ۴۶

۲۔ واقعات کے حقیقی اسباب سے بے خبری ___ ۵۰

انسانی افکار و خیالات کی تبدیلی کے مراحل ___ ۵۱

الف) ربّانی/تصوّراتی مرحلہ ___ ۵۱

ب) فلسفیانہ/تعقّلی مرحلہ ___ ۵۱

ج) سائنسی/اثباتی مرحلہ ___ ۵۲

۳۔ نفسیاتی الجھنیں اور پریشانیاں ___ ۵۵

۴۔ اجنبیت کا شکار ہو جانا ___ ۶۶

۵۔ سماجی ہم آہنگی برقرار رکھنے کی خواہش ___ ۷۱

تیسرا باب: خدا کے وجود کا اثبات ___ ۸۵

خدا کے وجود کو ثابت کرنے والے براہین ___ ۸۹

۱۔ برہان وجودی ___ ۹۱

۲۔ برہان صدیقین ___ ۹۶

۳۔ براہینِ کائنات شناسی ___ ۱۰۱

الف) برہان امکان و وجوب ___ ۱۰۲

ب) برہان حدوث ___ ۱۰۷

ج) برہان حرکت ___ ۱۰۹

۴۔ برہان نظم ___ ۱۱۲

۵۔ برہان فطرت ___ ۱۲۱

۶۔ خدا کے وجود پر مزید دلائل ___ ۱۲۹

الف) برہان اجماع عام ___ ۱۲۹

ب) برہان تجربۂ دینی ___ ۱۳۰

ج) برہان اخلاقی ___ ۱۳۱

د) برہان درجات کمال ___ ۱۳۲

چوتھا باب: خدا کی صفات ___ ۱۴۱

خدا کی صفات کے سلسلہ میں بحث کے مختلف اطراف وجوانب ___ ۱۴۲

۱۔ خدا کا حاملِ صفات ہونا ___ ۱۴۲

۲۔ صفات کا ایک دوسرے اور ذات کے ساتھ تعلق ___ ۱۴۴

۳۔ صفات خدا کی شناخت کا امکان ۱۵۰
۴۔ خدا کے اوصاف کی شناخت کا راستہ ۱۵۱
۵۔ الٰہی اور بشری صفات (معنیٰ شناسی کے اعتبار سے موازنہ) ۱۵۴
۷۔ داخلی اور بیرونی مطابقت ۱۵۵
صفات الٰہی کا داخلی نظم وضبط ۱۵۶
قدرت مطلق کے تناقضات! ۱۵۹
خدا کا علم ازلی، اور اسکے ہر چیز پر محیط ہونے کا چیلنج ۱۶۳
خدا، اور جزئی واقعات سے آگاہی ۱۶۴
خدا کا علم غیب اور انسان کا اختیار ۱۶۷

پانچواں باب: تخلیقی نظام میں شَر کا مقام ۱۷۹
شر کا انکار یا صفات کا انکار؟ ۱۸۱
توحیدی ادیان کے خدا کے ساتھ، شر کی مطابقت ۱۸۵
۱۔ شر کا عدمی ہونا ۱۸۵
۲۔ شر کا نسبی (relativism) ہونا ۱۸۸
۳۔ شرور، کی وجہ سے نیکیوں کا تحقق ۱۹۰
الف) طبیعی شرور، عالم طبیعت کا لازمہ ۱۹۲
ب) اخلاقی شرور، انسان کے اختیار کا لازمہ ۱۹۳
۴۔ شر، انسان کو بلندیوں اور کمالات تک لے جانے کا وسیلہ ۱۹۵

چھٹا باب: دین کی ضرورت ۲۰۱
وحیانی دین کی ضرورت پر دلائل ۲۰۳
دین اور نفسیاتی ضرورتوں کا جواب فراہم کرنا ۲۰۷
۱۔ زندگی کو ایک معنیٰ عطا کرنا ۲۰۸
۲۔ جاوداں اور اَمَر ہونے کی پیاس کو بجھانا ۲۱۱
۳۔ صبر و بُردباری کی تقویت ۲۱۳
۴۔ تشویش اور اضطراب میں کمی ۲۱۶
۵۔ تنہائی کے گرداب سے نجات ۲۱۶

دین کے سماجی نتائج و آثار ۲۱۷
۱۔ وحدت و ہم نوائی کے نظام کا نفاذ ۲۱۸
۲۔ عدل و انصاف کی ضمانت ۲۲۲
۳۔ زندگی میں نشاط و فرحت کی گہما گہمی ۲۲۳
۵۔ سماجی روابط کی ترتیب و تنظیم ۲۲۹
دین سے انسان کی توقعات ۲۳۲

ساتواں باب: زبانِ وحی ۲۴۱
وحی و مکاشفے کی ترجماں زبان ۲۴۳
زمانے کی ثقافت کا کردار ۲۴۴
تأویل کی ضرورت ۲۵۴
انسانی زبان اور الٰہی صفات ۲۵۶
الٰہیاتِ سلبی ۲۵۷
اشتراک معنوی ۲۵۹
تمثیلِ اسنادی اور تناسبی ۲۶۵
مذہبی شرح و تفسیر کی اہمیت ۲۶۷

آٹھواں باب: عقل اور وحی ۲۷۵
اصطلاحات کا تعارف: عقل، وحی، اور مشابہ عناوین ۲۷۷
۱۔ عقل اور وحی ۲۷۸
۲۔ عقل اور دین ۲۸۰
۳۔ دین اور فلسفہ ۲۸۰
۴۔ سائنس اور دین ۲۸۲
«عقل اور وحی» سے مربوط مختلف نظریات ۲۸۳
۱۔ عقل پسندی ۲۸۴
الف) عقل گرائی حداکثری ۲۸۴
ب) انتقادی عقل گرائی ۲۸۸
ج) معتدل عقل گرائی ۲۸۹

۲۔ایمان پسندی ۲۹۳
۳۔نص پسندی ۲۹۷

نواں باب: مذہبی تجربہ ۳۰۹
مذہب کے تجرباتی نقطۂ نظر کو متاثر کرنے والے محرکات ۳۱۲
۱۔مذہبی تعلیمات کے منطقی دفاع میں فلسفیانہ نظام کی کمزوری ۳۱۲
۲۔کتابِ مقدس کا تنقیدی جائزہ ۳۱۳
۳۔دوسرے مذاہب سے رُوبرُو ہونا ۳۱۵
۴۔سائنس کے کارواں کی ہمراہی ۳۱۶
۵۔خدا محوری کے بجائے انسان محوری ۳۱۶
۶۔بظاہر ماورائی نظر آنے والے واقعات کا مادّی بنیادوں پر تجزیہ ۳۱۷
دینی تجربات کی درجہ بندی ۳۱۸
۱۔حسّی (شبہ حسّی) اور غیر حسّی تجربات ۳۱۹
۲۔حقیقی مذہبی تجربات اور تفسیری و تشریحی تجربات ۳۲۵
۳۔زندگی بخش اور معرفت بخش تجربات ۳۲۷
مذہبی تجربے کی نوعیت ۳۲۸
اسلامی دنیا میں وحی کے سلسلہ میں تجرباتی نظریات ۳۳۰
مذہبی تجربے کی تعبیر اور انسان کی محدودیت ۳۳۲

دسواں باب: مذہبی تکثیریت ۳۴۱
ادیان و مذاہب کی حقّانیت اور اسکے نجات بخش ہونے پر مختلف نظریات ۳۴۲
۱۔انحصار پسندی ۳۴۳
۲۔شمولیت پسندی ۳۴۵
۳۔پلورل ازم/کثرت پسندی ۳۴۷
دینی پلورل ازم کی قسمیں ۳۵۰
۱۔آداب معاشرت میں پلورل ازم ۳۵۰
۲۔کامیابی و کامرانی میں پلورل ازم ۳۵۳
۳۔حقانیت میں پلورل ازم ۳۵۶

فلسفی بنیادیں۔کلامی اور دینی پلورل ازم ۳۶۰
۱۔ حقیقت کا نِسبی ہونا ۳۶۲
۲۔ادراکِ بشری کی خرابیاں ۳۶۴
۳۔ رحمت و ہدایتِ الٰہی کی وسعت ۳۶۷
دین کے داخلی معاملات میں تکثیریت (تنوّعِ قرائت) ۳۶۹
گیارھواں باب: معاشرے میں دین کا کردار ۳۷۹
اصطلاحات کی شناخت ۳۸۰
۱۔ سیکولرازم اور سیکولرائزیشن ۳۸۱
۲۔لائی ازم اور لائیزیشن ۳۸۶
۳۔ علمانیہ ۳۸۶
سیکولرازم کی فکری تکیہ گاہ ۳۸۸
۱۔ ہیومن ازم (انسان پرستی) ۳۸۸
۲۔ ریشنل ازم (عقل پرستی) ۳۹۳
۳۔ لبرل ازم (آزادی خواہی) ۳۹۵
اسلام میں دین اور سیاست ۳۹۶
دین کے حدود کی بحث، دین کا خارجی معاملہ ہے یا داخلی ۳۹۸
پیغمبر اسلام ﷺ اور تشکیل حکومت ۴۰۱
آیات و روایات میں مذہب اور سیاست کے درمیان تعلق ۴۰۳
ضمیمہ: لبرل ازم کے بارے میں چند باتیں ۴۱۳
لبرل ازم اور اس کے اثرات ۴۱۴
لبرل ازم کا پس منظر ۴۱۵
۱۔ طبقاتی تقسیم ۴۱۵
۲۔ جاگیرداروں اور تاجروں کی باہمی چپقلش ۴۱۶
۳۔ مذہبی طبقہ کے باہمی اختلافات ۴۱۷
۴۔ مذہبی طبقہ کی علم دشمنی ۴۱۷
لبرل ازم کے منفی اثرات ۴۱۸

لبرل ازم کیا ہے؟ ۴۱۹
لبرل کون؟ ۴۲۰
کلاسیکل لبرل ازم ۴۲۲
جدید لبرل ازم ۴۲۳

بارھواں باب: دین اور اخلاق ۴۲۵
اخلاقیات کا محتاج دین ہونا ۴۲۸
۱۔ مفاہیم کی تعریف میں ۴۲۹
۲۔ اظہار بیان کی صداقت کے بارے میں ۴۳۰
۳۔ اظہار بیان کے کشف میں ۴۳۴
۴۔ عملی میدان میں تحقق ۴۳۶
اخلاق اور دین کی مدد ۴۳۷
وجودِ خدا کے اثبات پر اخلاقی دلائل ۴۳۸
دین اور اخلاقیات کے درمیان عدم مطابقت کا دعوا ۴۳۹
۱۔ دین کی خرد گریزی کی وجہ سے اخلاقی بنیادوں کا کمزور ہونا ۴۴۱
۲۔ خدا کے علم غیب سے اخلاق کی تباہی ۴۴۲
۳۔ دین، بازاری اور کاسبانہ اخلاق کی بنیاد رکھنے والا ۴۴۳
۴۔ دینی اخلاق کا اثبات اور دنیا میں تبدیلی ۴۴۶
۵۔ دینی اخلاق کا انسانی عظمت سے لاپرواہی برتنا ۴۴۷
۶۔ دین اور غلامانہ اخلاق کی ترویج ۴۴۸

منابع ۴۶۱

فہرست اصطلاحات و اعلام ۵۰۵

معروضات

﴿الْحَمْدُ للهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلا أَنْ هَدَانَا اللهُ﴾۔[1]

نوشتۂ حاضر کلام جدید) کے موضوع پر ایک تحقیقی مرکزیت کے تحت تیار ہونے والا نصاب ہے۔ مسلمانوں کے یہاں تقریباً دوسری صدی ہجری کے آس پاس شہرت حاصل کرنے والے «علم کلام» کو ایسے علم سے تعبیر کیا جا سکتا ہے جو اسلامی عقائد کی وضاحت کے ساتھ ان کو ثابت بھی کرتا ہے اور اسلامی تصورِ کائنات کے دفاع میں استعمال ہوتا ہے۔

اس علم کو—اس بنا پر کہ اس علم میں عقائد اور «اصول دین» (اور ان سب میں سب سے اہم توحید اور صفاتِ صانع عالم) کے سلسلے میں بحث و گفتگو کی جاتی ہے—دوسرے ناموں جیسے «فقہِ اکبر»[2]، (فقہِ اصغر کے بالمقابل کہ جس میں انسان کی عملی ذمہ داری کو بیان کیا جاتا ہے اور «فروع دین» کے سلسلے میں بحث کی جاتی ہے) نیز «علم توحید و صفات» اور «علم اصول

۱۔ اعراف (۷)، ۴۳۔ ترجمہ: ہر قسم کی تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں اس منزلِ مقصود تک پہنچایا اور ہم کبھی یہاں تک نہیں پہنچ سکتے تھے اگر وہ ہمیں نہ پہنچاتا۔

۲۔ جیسا کہ اہل سنّت کے دو فقہی پیشوا، ابو حنیفہ (متوفای ۱۵۰ق) و محمد بن ادریس شافعی (۱۵۰ - ۲۰۴ق)، نے اپنی اعتقادی کتاب کو الفقہ الاکبر کے نام سے موسوم کیا ہے (رجوع فرمائیں: علی قاری قای، شرح الفقہ الاکبر للامام ابی حنیفۃ؛ محمد بن یسین بن عبداللہ، الکوکب الازہر شرح الفقہ الاکبر للامام الشافعی)۔ اگرچہ ان دونوں کتابوں کے انتساب میں کہ یہ ابو حنیفہ و شافعی کی ہی ہیں اختلاف نظر بھی موجود ہے (رجوع فرمائیں: حاجی خلیفہ، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، ج ۲، ص ۱۲۸۷، ۱۲۸۸؛ علی سامی نشار، نشاۃ الفکر الفلسفی فی الاسلام، ج ۱، ص ۲۳۸)۔

دین» جیسے ناموں سے بھی یاد کیا جاتا ہے[1]، اس علم کا نام «کلام» رکھے جانے کے اسباب و علل مندرجہ ذیل نکات سے روشن ہوتے ہیں:

الف) اس موضوع سے متعلق ابتدائی دور کی جتنی بھی کتابیں اور آثار ہیں ان کے شروعاتی عناوین و موضوعات «الکلام فی» کے جملے سے ایک دوسرے سے الگ ہوتے ہیں[2]۔

ب) اس علم کے شروعاتی دور میں ایک متنازعہ بحث «کلامِ خدا» کے قدیم یا حادث ہونے کے سلسلے میں چھڑی ہوئی تھی جس بناپر اس کا یہ نام پڑا۔

ج) اس علم کو سیکھ لینے کے بعد انسان اعتقادی معاملات پر بولنے میں ماہر اور (تکلم) پر قادر ہو جاتا ہے۔

د) اس علم میں استعمال ہونے والے قوت استدلال کے سامنے دوسرے علوم کی تعلیمات گویا اتنی پھیکی پڑ جاتی ہیں کہ انکی تعلیمات کو (کلام) کہا ہی نہیں جاسکتا۔

ہ) جس طرح فلسفی حضرات اپنی باتوں کو ثابت کرنے کے لیے «علم منطق» کا سہارا لیتے ہیں اسی طرح علمائے دین نے بھی اپنے اس علم کے لیے یہ نام منتخب کیا ہے (کلام۔منطق کی طرح۔ لغت میں «تقریر و گفتگو» کے معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے) گویا جس طرح «علم منطق» انسان کو معقُولات کے میدان میں گفتگو کرنے پر قادر بنادیتا ہے، ویسے ہی «کلام» شَرعِیات کے دنیا میں انسان کے اندر بحث و گفتگو کرنے کی طاقت و قوت میں اضافہ کرتا ہے[3]۔

تاہم ،آج کل «کلام» کے ساتھ کبھی کبھی «جدید» کی صفت بھی لگائی جاتی ہے جسے «کلام جدید» کی اصطلاح کے طور پر استعمال میں لاتے ہیں ، اس اصطلاح کا مقصد اور اسکی نسبت دیگر

۱۔ رجوع فرمائیں: نصیر الدین طوسی، تلخیص المحصل، ص ۱؛ ابن میثم بحرانی، قواعد المرام فی علم الکلام، ص ۲۰؛ سعد الدین تفتازانی، شرح المقاصد، ج ۱، ص ۱۶۴؛ عبد الرزاق لاہیجی، شوارق الالہام، ص ۶۔

۲۔ یہ خصوصیات ان کتابوں میں بھی پائی جاتی ہیں (قرن چہارم ہجری سے مربوط) ابوالحسن اشعری، الابانۃ عن اصول الدیانۃ؛ گزشتہ حوالہ، اللمع فی الرد علی اہل الزیغ و البدع؛ قاضی ابو بکر باقلانی، تمہید الاوائل؛ قاضی عبدالجبار معتزلی، المغنی۔

۳۔ محمد بن عبدالکریم شہرستانی، الملل و النحل، ج ۱، ص ۳۰؛ قاضی عضد الدین ایجی، المواقف، ص ۸، ۹؛ سعد الدین تفتازانی، شرح المقاصد، ج ۱، ص ۱۶۴، ۱۶۵؛ گزشتہ حوالہ، شرح العقائد النسفیۃ، : حاشیۃ الکستلی علی شرح العقائد، ص ۱۵)۔اسی طرح، رجوع فرمائیں: عبدالرحمان بن خلدون، تاریخ ابن خلدون، ج ۱، ص ۴۹۷۔

دوسری اصطلاحات جیسے «فلسفۂ دین» اور «فلسفی الٰہیات» سے کیا ہے اس سلسلے میں مکمل بحث پہلے باب میں بیان کی جائے گی۔اس کتاب کی خصوصیات سے آگاہی کے لیے اجمالی طور پر ہم یہاں کچھ نکات بیان کرتے ہیں تاکہ قارئین اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں اور ان نکات پر توجہ دیں:

اس کتاب کی نگارش کا مقصد صرف یہ نہیں ہے کہ کلام جدید کے عنوان پر ایک درسی سلیبس تیار کردیا جائے؛ بلکہ تحریر نگار کے اہداف میں سے ایک اہم ہدف یہ بھی ہے کہ اس موضوع پر ہونے والی تحقیقات کا مؤلف بھی ایک حصہ ہو سکے، خاص کر مغربی رنگ و بو کے حامل موضوعات کو مقامی (native) بنانے میں اپنی کوششوں کے ذریعہ ایک کردار ادا کر سکے۔

اس تحریر کے مختلف ابواب میں اختصار کو مدّ نظر رکھا گیا ہے ساتھ ہی اس موضوع کا بھرپور حق بھی ادا کرنے کی پوری کوشش کی گئی ہے، جس کے نتیجہ میں آپ خود ملاحظہ فرمائیں گے کہ ایک موضوع کے ضمن میں وہ سارے نکات و مطالب اور دقت نظری آپکے سامنے کھل کر آجائیگی جو اسی عنوان پر لکھی گئی دوسری کتابوں میں ممکن ہے آپ کو دیکھنے کو نہ ملے، اسی لیے ان دو خصوصیات (اختصار و جامعیت) کی بنا پر ممکن ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ بعض طلباء کے لیے (خاص طور پر ان طلاب کے لیے جو تعلیمی سلیبس کو خاطر میں نہیں لاتے اور صرف ذاتی مطالعہ پر ہی اکتفاء کرلیتے ہیں) مشکل پیدا کرے، حتیٰ کہ کسی موضوع کی فرعی اور حاشیہ والی بحث و گفتگو میں بھی یہ دونوں خصوصیات «تحقیق میں جامعیت» اور «نگارش میں اختصار» موجود ہے، کبھی کبھی ایک پیراگراف اور مختصر سے حاشیئے کے لیے گھنٹوں تحقیقی جانفشانی کے ساتھ مختلف سافٹ ویئرز کو بھی استعمال میں لانا پڑا ہے چنانچہ بعض مقامات پر ایسے مطالب ہیں جن میں کوئی ایک حاشیہ یا گوشہ (framework) مختلف سافٹ ویئرز سے استفادہ کے ذریعہ گھنٹوں کی تحقیق و جستجو کے ماحصل کے طور پر درج ہوا ہے۔

جہاں تک ممکن ہو سکا ہے ہم نے کوشش کی ہے کہ قارئین کو سب سے پہلے قدیم منابع و مأخذ سے روشناس کرائیں اور اپنی گفتگو کے لیے منابع اولیہ کا حوالہ پیش کریں، اگرچہ مزید مطالعہ کے لیے متن کے مختلف حصوں میں (اور خاص طور پر ہر حصہ کے آخر میں) دوسرے درجہ کے منابع و مأخذ کا بھی ذکر کردیا گیا ہے، اسی طرح مختلف قسم کے قارئین کے طبقات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے کسی منبع کی اصل زبان کے ساتھ ساتھ اسکے ترجمہ کا بھی حوالہ پیش کردیا گیا

ہے، یہاں پر ایک قابل ذکر اور توجہ طلب بات یہ ہے کہ وہ کتابیں جنکے ترجمہ سے اس کتاب میں مدد لی گئی ہے اسکا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ ہم اس ترجمہ کی تائید کرتے ہیں۔

وہ مطالب جو باکس اور چوکھٹے کے اندر ذکر کئے گئے ہیں وہ طلاب کی سبق میں دلچسپی بنائے رکھنے اور انکی فکری صلاحیتوں کو ابھارنے نیز انہیں سبق کے درمیان سبق میں ہی شریک رہنے کی غرض سے بنائے گئے ہیں، یہ باکس کبھی کسی بحث کے تکمیلی نکات اور کبھی کبھی ایک سوچ سمجھے علمی منصوبہ کی جانب اشارہ کرتے ہیں اور کبھی کبھی باکس میں دیئے گئے مطالب متن کو مزید گہرائی و گیرائی بخشتے ہیں، معلّمین سے ہماری گزارش ہے کہ وہ باکس میں دیے گئے مطالب سے سرسری طور پر نہ گزریں اور اچھے طریقہ سے اس سے فائدہ اٹھائیں، بہرحال یہ باکس سبق کو جذّابیت بخشتے ہیں پھر بھی معلّمین ان میں سے کچھ چیزوں کو اپنی صواب دید کے مطابق حذف کر سکتے ہیں اور اور انکی جگہ یا تو خود یا طلاب کے ذریعہ کسی نئے مطلب کا اضافہ کر سکتے ہیں۔

اس کتاب کی مکمل تدریس میں، تدریس کے قوانین کے تحت پورا وقت صرف کیا جائے، ساتھ ہی اگر اساتید کرام چاہیں تو طلاب کے رجحانات اور انکی علمی صلاحتوں کو مدّ نظر رکھتے ہوئے کسی خاص حصے کی بھی تدریس کر سکتے ہیں۔

آخر میں، حق بنتا ہے کہ ان تمام افراد کا شکریہ ادا کروں جنہوں نے اس کتاب کو اپنی منزل تک پہنچانے میں مدد فرمائی، خاص طور پر اساتید محترم حجۃ اسلام والمسلمین جناب ڈاکٹر احمد احمدی اور جناب ڈاکٹر محمود فتح علی۔ کہ جنکی گرانقدر رہنمائی سے میں نے بہت کچھ حاصل کیا۔ اس طرح شکریہ اور قدر بھری محبت حجۃ الاسلام جناب سید ابوالفضل حسنی، مدیر محترم تدوین متون مؤسسۂ آموزشی وپژوہشی امام خمینیؒ اور ان کے معاونین کے لیے، اسی طرح سازمان مطالعہ و تدوین کتب علوم انسانی دانشگاہہا کے مسئول محترم کا بہت بہت شکر گزار ہوں۔ قابل ذکر بات یہ بھی ہے کہ اس کتاب کی نگارش میں۔ کہ کبھی کبھی بہت زیادہ وقفہ ہوا۔ پانچ سال کا عرصہ لگا، اور تقریباً اسکے آدھے حصہ کو (بارہ حصوں میں سے پانچ حصوں کو) ۲۰۰۴ء میں ملکی پیمانہ پر منعقد کیے گئے دینی محققین کے سیمینار میں بہترین و برترین تحقیق کے اعزاز سے نوازا گیا۔

و آخِر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

حسن یوسفیان